

فاروق الرحمن یزدانی
مدرس جامعہ سلفیہ

تحریک ختم نبوت میں اہلحدیث کا کردار

یہ بات علی وجہ البصیرت کہی جاسکتی ہے کہ روئے زمین پر اگر اہلحدیث کا وجود نہ ہوتا تو قیامت تک فتنہ قادیانیت کو کفر اور قادیانیوں، مرزائیوں کو کافر قرار نہ دیا جاسکتا۔
یہ محض جذبات نہیں بلکہ حقیقت ہے کیونکہ مرزا قادیانی کی خانہ ساز نبوت کا اگر کوئی مدلل و مسکت رد کر سکتا تھا اور کر سکتا ہے تو وہ فقط جماعت حقہ اہلحدیث کے حامل افراد ہی یہ شرف حاصل کر سکتے ہیں۔

ایسا کیوں؟

یہ اس لئے کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کے بعد اگر کسی نے اس کلمہ کی لاج رکھی ہے اور پیغمبر کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے وفاداری کی ہے تو وہ جماعت اہلحدیث کے افراد ہی ہیں کیونکہ کئی لوگوں نے کلمہ پڑھنے کے بعد بھی محمد رسول اللہ ﷺ سے کئی لوگوں کو رفیع، اعلیٰ اور مقام نبوت سے بلند تر خیال کیا ہے کسی نے امامت کا نبوت سے اعلیٰ و بہتر ہونے کا عقیدہ اپنایا تو کسی نے رسول اللہ ﷺ کی بات کے مقابلہ میں کسی دوسرے امام، مجتہد، فقیہ، محدث اور مفتی کی بات کو ترجیح دی۔ حالانکہ زمین کی وسعتوں میں اور نیلگوں آسمان کی چھت کے نیچے واحد ذات اقدس محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہے کہ جن کے متعلق عرش کی بلندی سے اکنا ف عالم میں یہ اعلان ہوتا ہے:

وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى (النجم: ۳)

کہ امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے الفاظ وحی کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور یہ شرف کسی امام، پیر، مفتی، مجتہد، فقیہ کو حاصل نہیں ہے مگر بعض لوگوں نے نہ صرف کہ رسول اللہ ﷺ

کے فرمان عالی کے مقابلہ میں اپنے ان بزرگوں کے فرامین و اقوال کو ترجیح دی بلکہ اعلانیہ یہ تک کہہ دیا:

ان کل غیر یجنى بخلاف قول اصحابنا فانه یحمل علی النسخه او علی انه معارض
بمثله ثم صار الی دلیل آخر او ترجیح فیہ بما یحتج بہ اصحابنا من وجوه الترجیح او یحمل
علی التوفیق وانما یفعل علی ذلک علی حسب قیام الدلیل فان قامت دلالة النسخه یحمل علیہ
وان قامت الدلالة علی غیرہ صرنا الیہ (امول الکفری: ۱۱)

کہ ہر وہ حدیث جو ہمارے مذہب کے خلاف ہوگی تو اس کو منسوخ سمجھا جائیگا یا پھر یہ سمجھا
جائے گا کہ اس کے مقابلہ میں اس جیسی کوئی اور حدیث موجود ہے پھر کوئی اور دلیل تلاش کی جائے گی یا اس
کو ترجیح پر محمول کیا جائیگا جس کی بناء پر ہمارے بزرگوں نے دلیل لی ہے یا اس کو توفیق و تطبیق پر محمول کریں
گے اور یہ سارا کچھ دلیل کے قیام کے مطابق ہوگا اگر دلیل نسخ پر قائم ہو جائے تو اس کو منسوخ سمجھیں گے اور
اگر اس کے علاوہ کسی بات پر دلیل قائم ہو تو ہم اس کو اختیار کر لیں گے۔ (یعنی حدیث رسول اللہ ﷺ کو
ٹھکانے اور اپنے بزرگوں کے قول کے دفاع اور اس پر تمسک کیلئے جو کچھ بھی کہنا پڑا کریں گے) پھر اسی پر
ہی بس نہیں بلکہ عملاً اس کا اظہار بھی کیا گیا۔ مولانا اشرف علی تھانوی حنفی دیوبندی اپنے استاد محترم
مولانا رشید احمد گنگوہی حنفی کو خط لکھتے ہیں اور اس وقت کے حالات کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ ”اور
مفاسد کا ترتیب یہ کہ اکثر مقلدین عوام بلکہ خواص اس قدر جامد ہوتے ہیں۔ کہ اگر قول مجتہد کے خلاف کوئی
آیت یا حدیث کان میں پڑتی ہے تو ان کے قلب (دل) میں انشراح و انبساط (خوشی) نہیں رہتا بلکہ اول
استزکار قلب میں پیدا ہوتا ہے پھر تاویل کی فکر ہوتی ہے خواہ کتنی ہی بعید ہو اور خواہ دوسری دلیل قوی
(مضبوط) اس کے معارض (خلاف) ہو بلکہ مجتہد کی دلیل اس مسئلہ میں بجز (سوائے) قیاس کے کچھ بھی نہ
ہو بلکہ خود اپنے دل میں اس تاویل کی وقعت نہ ہو مگر نصرت مذہب کیلئے تاویل ضروری سمجھتے ہیں۔ دل یہ
نہیں چاہتا کہ قول مجتہد کو چھوڑ کر حدیث صحیح، صریح پر عمل کر لیں (تذکرہ الرشید: ۱/۱۳۱)“

اتنی طویل تمہید سے مراد فقط یہ بتلانا ہے کہ کس طرح رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی اہمیت کو بعض
لوگوں نے کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیا ایسے لوگ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کر سکتے تھے یا کر سکتے ہیں اور کیا

یہ لوگ خاتمہ سائنہ نبوت کے مدعی اور اس کے پیروکاروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکتے ہیں؟
 نہیں ہرگز نہیں اس لئے تو میں نے کہا ہے کہ اگر ایچریٹ ہوئے تو سرزائیت کو اصولی عقالتوں اور دستوری
 طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے گا اور میں اپنے ان الفاظ کی صداقت کو ابھی ان شاء اللہ العزیز
 ثابت کر دیتا مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے عقیدہ ختم نبوت کے حلقے کچھ گزشتات پیش کر دی
 جائیں کہ کیا ختم نبوت کا معنی و مفہوم وہی ہے جو لوگوں نے سمجھ لیا ہے؟ کہ ظہور محمد رسول اللہ ﷺ کا پڑھتے
 رہو اور عقائد اور اعمال میں اپنی مرضی و خواہشات کے مطابق اپنے پیروکار اور مقتدا اکٹھے کر کے ان کی
 پیروی و تقلید کی آڑ میں کلمہ والے پیغمبر کی تعلیمات ہی نہیں بلکہ خود کلمہ کا مذاق بھی اڑاتے رہو؟ جیسا کہ
 ”پکی روشنی“ میں یوں تعلیم دی گئی ہے کہ اگر تجھ سے کوئی سوال کرے کہ آپ کلمہ کس کا پڑھتے ہیں تو آپ
 کہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا اور اگر آپ سے یہ پوچھتے کہ مذہب کس کا اپنایا ہے تو آپ کہیں کہ الام
 ابو حنیفہ کا اصل عبادت جہاں میں ہے جس کو میں نے اردو میں نقل کیا ہے۔

بھلے ماتو جس پیغمبر کا کلمہ ہے کیا اس کا کوئی مذہب تھا کہ آپ کو کلمہ والے پیغمبر ﷺ کا جھوٹا ایک
 اتنی کے مذہب کو اپنایا پڑا اور کیا حضرت الام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے خلاف تھا؟ مگر
 افسوس کہ یہ سب کچھ ان لوگوں نے کیا جوریان سے پڑھتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

کئے اس بیلار میں لاکھوں تم تم تے ہم پر

خدا اتنا تم تم خشکیں ہوتے تو کیا ہوتا

یہ طور لکھنے کی ضرورت بھی کچھ اس وجہ سے محسوس ہوتی کہ اس قبیل کے کچھ لوگ جس کا تذکرہ
 ابھی گزرا ہے اپنے آپ کو عقیدہ ختم نبوت کے تھکاکا ٹھیکیدار اور تحریک ختم نبوت کا نہ صرف پیرو سمجھتے ہیں
 بلکہ اس بات کا بڑی شہوہ سے پیروی بھی کرتے ہیں کہ جتنا کچھ بھی رو قادیانیت میں ہوا وہ بھی کچھ
 ہمارا ہی ہے اور جب اس تحریک کے مختلف اہلکار اور مراہل کا تذکرہ کرتے ہیں تو ان کی کوشش ہوتی ہے کہ
 یس اپنے ہی گھر کے افراد کا تذکرہ کیا جائے خواہ ان کی کچھ مسابہات ہو دوسرے کی فرقہ گانام ٹوک قلم پر
 نہ آجائے خواہ ان اس سادی تحریک کا روح رواں ہی کیوں نہ ہو؟

اور ہماری حالت یہ ہے کہ شاید ہم اپنے اسلاف کے کارناموں کا تذکرہ کرنا بھی بدعت سمجھے ہیں جس شخص کے سینے میں کوئی واقعہ اور ایسا معلومات ہو جاتی ہیں وہ سینے میں لئے ہی قبر کی قبر لائق میں اتر جاتا ہے یہ بھی وجہ ہے کہ ہمارے میدان حالی چھوڑنے کی وجہ سے دوسرے لوگوں نے تاریخ نویسی کی بجائے تاریخ سازی کی ہے اور واقعات کو توڑ مروڑ کر اس نکرار سے پیش کیا ہے کہ اصل صورتحال سے عوام کو یہ خبر کر دیا ہے بلکہ اس سے بھی بدھم آگے بڑھ کر اتہول تے ہمارے بزرگوں پر ہی ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا ہے کہ محنت، جدوجہد اور کوشش کرنے اور قربانیاں دینے والے اللہ پرست بزرگوں کو اپنے کھاتے میں ڈال لیا کیونکہ ہم نے تو ہی نسل کو یہ بتایا ہی نہیں تھا کہ دین کیلئے اتنی ڈھیروں خدمات پیش کرتے والا اللہ پرست کے مقابلے کا ہی ایک فرد تھا۔

آج ضرورت ہے اس بات کی کہ اس طرف توجہ دی جائے اپنی اپنی ذات چھوڑا ہٹوں کے قیام اور مضبوطی کی فکر چھوڑ کر اس قرض کو چکانے کی کوشش کریں ورنہ قیامت کے دن ان بزرگوں کو اللہ کے سامنے جواب دہی کیلئے تیار رہیں خصوصی طور پر تین موضوعات پر اپنی ہی نسل کے سامنے حقیقی تصویر پیش کی جائے اور التزیج انعام کیا جائے کہ ہر چھوٹا بڑا احتیاج سے آگاہ ہو سکے (۱) برصغیر میں انگریز کے خلاف اللہ پرست کی خدمات (۲) قیام پاکستان میں اللہ پرست کا حصہ (۳) روحانیات میں اللہ پرست کا کردار۔

رات کا ایک بیچے کو یہ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ درخواست دے گا یہ اللہ تعالیٰ اس کام کے اہل لوگوں کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس قرض اور قرض کی ادائیگی سے عہدہ دہرا ہو سکیں۔ آمین ثم آمین اس سے پہلے کہ مرتزاقیت کی تردید میں اکابرین اللہ پرست کی جدوجہد، مساعی اور کردار کا تذکرہ کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت کر دی جائے کیونکہ مسلمانوں اور مرتزاقوں کے اختلاف کی بنیاد ہی عقیدہ ختم نبوت ہے۔ یاقی سب مسائل اور موضوعات غائی حیثیت رکھتے ہیں۔ حیات کج، ترمول کج، وغیرہ موضوعات تو قادیانوں نے بڑی چالاکی سے مسلمان ملتیں و مناظرین میں گھس دئے ہیں تاکہ اصل مسئلہ سے توجہ ہٹا رہے جیسا کہ آج کل مقلدین حضرات مدح یدین، آمین یا گھرے اور فاتحہ خلف الاسلام جیسے مسائل میں الجھا کر اصل مسئلہ رد تقلید یا تقلید مذہب کی مروجہ فقہ کی قرآن و حدیث

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سے مخالفت جیسے بنیادی مسائل کو پس پشت ڈال کر کافی حد تک اپنے آپ کو محفوظ و مامون تصور کرتے ہیں۔ تو مرزائیوں سے اصل اختلاف مسلمانوں کا عقیدہ ختم نبوت ہے کہ اگر تو نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے تو پھر مرزا قادیانی اور اس کے تمام دعاوی باطل، جھوٹ اور فریب ہیں اور اگر مرزا قادیانی نبی ہے تو پھر اس کے تمام مسائل اور دعاوی بھی درست قرار پائیں گے۔ اس لئے مسلمان مبلغین کو چاہئے کہ جب کبھی بھی مرزائیت سے گفتگو کا موقع ملے تو عقیدہ ختم نبوت کو ہی موضوع گفتگو بنائیں اور اگر مقلدین سے سلسلہ گفتگو جاری ہو تو الحمد للہ اس کیلئے تقلیدی مذہب کی مروجہ فقہ کی قرآن و حدیث سے مخالفت کو گفتگو کا عنوان بنانا چاہئے۔

عقیدہ ختم نبوت کیا ہے؟

تو آئیے سب سے پہلے یہ بات سمجھیں کہ عقیدہ ختم نبوت ہے کیا؟ تاکہ ہمیں یہ بات سمجھنے میں آسانی رہے کہ اس عقیدے کے حامل کون لوگ ہیں اور اس کے تحفظ کیلئے کون لوگ مساعی کر سکتے ہیں۔ ختم نبوت کا معنی و مفہوم جو ہر مسلمان کو معلوم ہونا چاہئے اور یہی عقیدہ بھی ہو اور اس پر عمل بھی۔ کہ رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد اب کسی بھی دوسرے شخص کا دعویٰ نبوت باطل ہے اور اسی طرح رسول اکرم ﷺ کے فرمان کے مقابلے میں کسی دوسرے فرد، ہستی کا فرمان، قول یا عمل بھی حجت نہیں ہے۔ جس طرح وہ شخص ختم نبوت کا منکر ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی دوسرے کو نبی مانتا ہے بعینہ وہ آدمی بھی ختم نبوت کا منکر ہے جو رسول اکرم ﷺ کی شریعت کے بعد کسی دوسرے مذہب، اقوال اور فقہ و فتاویٰ کو قرآن و حدیث کے مقابلے میں حجت سمجھتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات اقدس پر سلسلہ نبوت کے اختتام کو بیان فرمایا ہے۔ اسی طرح اللہ پاک نے آپ ﷺ کی تعلیمات اور آپ پر نازل ہونے والی وحی کو بھی شریعت و دین اسلام میں حرف آخر قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کے انسداد کیلئے ارشاد فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ

شَئٍ عَلِيمًا (الاحزاب: ۴۰)

کہ محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے حقیقی باپ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم

ترجمہ الحديث

النبيين ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ یہ آیت اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام نبیوں کے خاتم ہیں یعنی سب سے آخر میں آنے والے ہیں۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نہ تو خود نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی کسی کو نبی یا رسول کہا جاسکتا ہے۔

خاتم لفظ کے معانی اور تشریح کرنے میں مرزائیت نے بہت دھنی ورزش کی ہے کسی نے کہا خاتم کا معنی مہر ہے۔ کسی نے کہا اس کا معنی افضل ہے حالانکہ خود مرزا قادیانی نے خاتم کا معنی آخری کیا ہے۔ جیسا کہ ازالہ اوہام طبع اول کے صفحہ 614 پر خاتم النبیین کا معنی کیا ہے۔ ختم کرنے والا نبیوں کا۔

اور پھر اس سے بھی بڑھ کر مرزا قادیانی خاتم کا معنی آخری ہی مانتا ہے جیسا کہ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے کہ ”اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت بی بی تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔“ (تزیین القلوب صفحہ 300)

اسی طرح آپ کی تعلیم بھی آخری تعلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی بر عظمت آیات میں ارشاد فرمایا:

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (البقرة: ۴)

کہ ہدایت یافتہ متقی و پرہیزگار وہ لوگ ہیں جو اس چیز پر ایمان لائیں جو اے محمد ﷺ آپ کی طرف نازل کی گئی یعنی قرآن مجید اور اس پر بھی ایمان لائیں جو آپ سے پہلے نازل کی گئی (توراة، انجیل وغیرہ) اور آخرت کے متعلق بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو واضح طور پر متعین کی نشانیاں بتاتے ہوئے فرمایا کہ ان کیلئے آپ پر نازل کردہ وحی پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور آپ سے پہلے بھی جو وحی اللہ تعالیٰ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل فرما چکے ہیں اس پر ایمان لانا ضروری ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قیامت کا ذکر کر دیا ہے یہ نہیں فرمایا کہ جو آپ کے بعد نازل ہوگا اس پر بھی ایمان لائیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے بعد تو کوئی نئی شریعت نازل ہی نہیں کی جانی۔

ایک واقعہ:

سال 1999ء کی بات ہے رمضان المبارک کا مہینہ تھا راقم ان دنوں مرکزی جامع مسجد
 اہلحدیث جی ٹی روڈ راولپنڈی میں خدمت سرانجام دے رہا تھا حضرت مولانا محمد رفیع سلتقی صاحب جو کہ وہاں
 حلیب ہیں اور مرزا ایت اور عیسائیت پر تحقیق میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں اور مرزا ایت سے کئی ایک کامیاب
 مناظرے بھی کر چکے ہیں ایک مناظرہ میں انہوں نے ایک نذرِ درویشہ بھی انعام حاصل کیا بہت شفقت
 فرمایا کرتے تھے اور وقتاً فوقتاً فجر کی نماز کے بعد درس قرآن مجید کیلئے حکم فرمایا کرتے تھے چونکہ سلتقی
 صاحب قرآن مجید کا ترتیب سے درس دیتے اس لئے راقم الحروف نے بھی قرآن مجید کا ابتداء سے درس
 دینا شروع کر دیا۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جبکہ مسجد میں اچھی خاصی روٹن تھی سلتقی صاحب نے
 درس کیلئے مجھے حکم ارشاد فرمایا تو اتفاق سے اس دن سورۃ فاتحہ کی آیت صراط اللذین انصبت علیہم الخ
 پر درس ہونا تھا جب سلسلہ درس ختم ہوا تو سلتقی صاحب کی رنگِ شفقت و تحقیق پھڑکی تو انہوں نے فوراً سوال
 طالع دیا کہ یہ انعام ابھی جاری ہے یا ختم ہو گیا ہے تو میں نے عرض کیا کہ یہ انعام تو اب بھی جاری ہے کیونکہ
 جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے انعام یا خذ قرار دیا ہے ان میں صدیق، شہید، اور صالحین بھی شامل ہیں تو
 مولانا سلتقی صاحب نے غصہ اٹھایا کہ پھر تو نبوت بھی جاری ہے کیونکہ انعام یا خذ لوگوں میں اتنا ہیہ کرام پہلے
 تیسرے ہیں جس پر راقم نے عرض کیا کہ نبوت جاری نہیں کیونکہ ختم نبوت کا مسئلہ نص سے ثابت ہے
 مولانا فرماتے لگے کوئی دلیل ایسے مواقع پر تو تو فی اللہ ہی دینا ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں نے سورۃ بقرہ
 کی سبھی زیر بحث آیت پیش کر دی اب اس پر کافی لہو دے ہوئی مگر بات چونکہ بڑی واضح اور مضبوط تھی اس
 لئے سلتقی صاحب اصرار کرنے لگے کہ کوئی اور آیت پیش کرو مگر میں بھی حالات کو بھانپ گیا اور عرض کیا کہ
 سمجھنے کیلئے تو ایک آیت ہی کافی ہے یا پھر آپ پہلے میری اس دلیل کا تو ذکر کریں تقریباً 45 منٹ کی
 گفتگو میں کئی باتیں زیر بحث آ گئیں سارا واقعہ بیان کرنا مقصود نہیں صرف ختم نبوت کے مسئلہ میں اس
 آیت کی بطور دلیل مضبوطی واضح کرنا مقصود ہے۔ آخر میں سلتقی صاحب ایک تہائی اکرم جیمہ اللہ وکیت کو
 مخاطب کر کے فرماتے لگے جیمہ صاحب اب ہم مان ہی جاتے ہیں بعد ازاں انہوں نے مجھے معلوم کیا

کہ آپ نے سورۃ احزاب کی آیت: مَا كَانَتْ مَعَكُمْ اِلٰهَ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَعَلَيْكُمْ التَّوْحِيدُ کیوں نہیں کی تو راقم نے عرض کیا کہ عاتق التوحید کے القائل پر مروتانیت نے بہت متقی و رزق کی ہے اگر وہ میں پیش کرو تا جیسا کہ آپ کی خواہش تھی تو پھر یہ بحث ختم ہوتے ہیں ہی نہ آتی کہ چونکہ میں ایک اعتراض کا جواب دیتا تو آپ دوسرا کرویتے تو اس واقعہ کے بعد سلفی صاحب نے میری کلامی حوصلہ اخراجی قرمانی اور حریہ کچھ مطلوبات قرآنم کیس اور اسرار اور محتالہ تعجبواہ اللہ الحسن البجواب

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کو آفری تعلیم بیان کرتے ہوئے فرمایا: وَهَذَا كِتَابُ التَّوْحِيدِ مِلَّةُ مِلَّةِكَ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا الْعِلْمَ تَرَحْمُونَ (الاتعام ۱۵۵) اور یہ کتاب ہے ہم نے اس کو نازل کیا یہ کہتے ہیں تو تم اس کی پیروی کرو اور نہ مٹا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ توراہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ اس کو تم نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا اس میں ہر چیز کی تفصیل تھی ہے یہ بات بھی ہے اور رحمت بھی مگر اس کے متصل بعد ہی قرآن مجید کا تذکرہ کر کے اس کے احکام کی پیروی کا حکم فرماتا اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن مجید کے نزول کے بعد اب کسی اور بات کو قرآن و حدیث پر ترجیح نہیں دی جاسکتی اور اس بات کو رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی زبان میں بیان کر کے واضح فرمایا اب ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں توراہ کا ایک ورق تھا حاضر خدمت ہو کر عرض کیا ہذا تسعة من التوراة قال اللہ کہ رسول اللہ ﷺ یہ توراہ کا ایک نسخہ ہے آپ ﷺ نے کوئی جواب ارشاد نہ فرمایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھا شروع و معنی و وجہ رسول اللہ ﷺ بتعجب اور رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ غصے سے سرخ ہونے شروع ہو گیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ ماجرا دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کلمات التواکل ملٹری بوجہ رسول اللہ ﷺ کہ عمر تجھے گم پاتے والیاں گم پائیں کیا تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ گھٹس دیکھا جب حضرت عمرؓ نے دیکھا تو توراہ توراہ کا ورق چھوڑ دیا اور عرض کرتے گئے رضیت یا اللہ ربنا و رضیت یا اللہ ربنا و رضیت یا اللہ ربنا و رضیت یا اللہ ربنا کہ اللہ کے رسول ﷺ یہ توراہ کا ورق تو اچھا ملک یا اللہ اور میں پڑھنے لگ گیا اور میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اسلام کے دین اور آپ ﷺ کے

نبی ہونے پہ ہی راضی ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اگرچہ بڑے واضح الفاظ میں آپ کی ختم نبوت پر ایمان لانے کا اظہار فرمایا مگر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لویدا لکم موسیٰ فاتبعتموه وقرکتھونی لضللتھم عن سواء السبیل (دارقطنی: ۱۲۶/۱، مشکوٰۃ: ۳۲/۱) اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہو کر آجائیں تو تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرو تو سیدھے راستے سے گمراہ ہو جاؤ گے۔

قارئین:

غور فرمائیں اگر رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں موسیٰ علیہ السلام کی اتباع اگر اہی کا سبب ہے تو قرآن وحدیث کی موجودگی میں کسی امام، پیر، مجتہد، اور مفتی کی تقلید ختم نبوت کے عقیدے پر اثر انداز کیوں نہیں؟ اور میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد کسی امتی کی تقلید کرنا پیغمبر ﷺ سے بے وفائی ہے۔
برادران اسلام:

اس طویل بحث سے یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ جس طرح یہ عقیدہ رکھنا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی دوسرا شخص بھی نبی بن سکتا ہے۔ ختم نبوت کا انکار ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی بات کے مقابلے میں کسی دوسرے شخص کی بات قول اور فتوے کو ترجیح دینا بھی عقیدہ ختم نبوت کا صاف صاف انکار ہے۔
آدم برسر مطلب:

عقیدہ ختم نبوت کے معنی ومفہوم کی وضاحت کے بعد اب آئیے میں آپ کو بتاؤں ختم نبوت کے تحفظ اور رد و قادیانیت و مرزائیت میں اہلحدیث کا کردار کیا ہے۔ اور میں نے اپنی بات کا آغاز ان الفاظ سے کیوں کیا ہے؟ کہ اگر اہل حدیث نہ ہوتے تو مرزائیت کو کافر کہنے کی کوئی جرات نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے کہ عقیدہ ختم نبوت کو کماحقہ اپنایا ہی اہلحدیث نے ہے کیونکہ یہی ایک جماعت ایسی ہے جس کا یہ مذہب، مسلک اور عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی شخص کی خانہ ساز شریعت کسی بھی نام سے چل سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی پر سب سے پہلے لفر کافتویٰ اہلحدیث نے ہی طلب کیا اور اہلحدیث نے ہی صادر کیا۔ اور قانونی ودستوری طور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے

کی آواز بھی سب سے پہلے الہحدیث نے اٹھائی۔ اس بات کو جماعت الہحدیث کے ترجمان مفت روزہ الاعتصام میں علامہ محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے 1950ء میں بڑے زوردار الفاظ میں پیش کیا اور اپنے اس مطالبے کے حق میں بڑے زبردست اور مدلل مضامین لکھے۔ بعد ازاں ان کے وہ مضامین مرزا نیت نئے زاویوں سے“ کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوئے۔

مرزا قادیانی پر سب سے پہلے فتویٰ کفر:

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے الہحدیث کو وہ شرف بخشا ہے کہ روئے زمین پر کسی دوسرے کے حصہ میں نہیں آیا کہ مرزا قادیانی پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ لگانے والے الہحدیث، مرزا قادیانی کو مباہلے کے نتیجہ میں منطقی انجام تک پہنچانے والے الہحدیث مرزائیوں، قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلانے کے لیے سب سے پہلی آواز اٹھانے والے اہل حدیث اور پاکستان کے دستور میں مرزا اور مرزا نیت کو کافر قرار دلوانے کیلئے آخری چوٹ لگا کر قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے والے بھی الہحدیث۔ فللہ الحمد

ایں سعادت بزورِ بازوئے نیت

تانہ بخشندہ بخشندہ خدا

آج کچھ لوگ اس سعادت پر بھی شب خون مارنا چاہتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ مرزا قادیانی پر سب سے پہلا کفر کا فتویٰ ہم نے لگایا کوئی مباہلے کا دعویدار بن جاتا ہے تو کوئی تحفظ ختم نبوت کا ہیرو بننے کی کوشش کرتا ہے مگر یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔ اور حق بحق دار رسید کے مصداق اللہ تعالیٰ نے خوش بختی کا یہ جھومر الہحدیث کی پیشانی پر سجا دیا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک حمدا کثیرا۔

شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

1891ء میں جب مرزا غلام احمد قادیانی سود اللہ وجہ نے مختلف مراحل میں اور مختلف طریقوں سے ختم نبوت کے عقیدے میں نقب لگانے کی کوشش کی تو سب سے پہلے جس شخصیت نے اس کی لاف زنیوں کا نوٹس لیا اور تحریر و تقریر کے ذریعے اس کے دجل و فریب کا پردہ چاک کیا وہ قافلہ حدیث کے

تہلیل کردار حضرت مولانا محمد حسین بنالوی رحمۃ اللہ علیہ تھے چنانچہ مولانا بنالوی نے مرزا قادیانی کے لٹریچر سے اس کے عقائد اور دعوائی کا ایک مرقع تیار کر کے شیخ الکل حضرت میاں سید ندیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بطور سوال پیش کیا کہ کیا ان عقائد و دعوائی کا حامل شخص مسلمان ہو سکتا ہے؟ کیونکہ اس وقت برصغیر میں حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے علم و فضل و تقویٰ و پرہیز گاری، للہیت اور جلال و جلال کی بناء پر دنیائے علم کے بلا شرکات قمرے کے تاج یاد شہادہ تھے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل و براہین سے مزین طویل فتویٰ تحریر کیا کہ مرزا اعلام احمد قادیانی اپنے ان غیر شرعی عقائد و دعوائی کی بناء پر ائمہ اسلام سے خارج اور پکا کافر ہے اور جو بھی اس کا پیروکار ہوگا وہ بھی کافر ہی ہوگا۔

سفیر ختم نبوت حضرت مولانا ابوسعید محمد حسین بنالوی رحمۃ اللہ علیہ

مرزا اعلام احمد قادیانی نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو سب سے پہلے جس شخصیت نے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے خطرے کو بھائیپ کر مرزا قادیانی کے خلاف حلفہ قائم کیا وہ مولانا محمد حسین بنالوی رحمۃ اللہ علیہ تھے مولانا بنالوی نے مرزا قادیانی کے لٹریچر سے اس کے دعوائی اور نظریات کا ایک مرقع تیار کر کے شیخ الکل مولانا سید ندیر حسین دہلوی کی خدمت میں پیش کر کے استدلال کیا کہ کیا ان نظریات کا حامل شخص مسلمان کہلاتے کا حق رکھتا ہے تو میاں صاحب نے بواللہ، مکت اور متحصل جواب تحریر کیا اور یہ فتویٰ جاری کیا کہ مرزا قادیانی کے نظریات و دعوائی چونکہ اسلام کی تعلیمات کے منافی ہیں اس لئے مرزا اعلام احمد قادیانی اپنے ان بے ہودہ غیر شرعی نظریات کی بناء پر کافر و جال اور کذاب ہے۔ اور اپنے اس فتویٰ کو بڑے قوی اور مستحکم دلائل سے مزین فرمایا بھی ہے کہ میاں صاحب کے اس فتویٰ پر ہندوستان کے اکثر علماء نے صرف تائیدی و تحفظ کرتے ہوئے اس کا تقاضا کیا کہ اس تحریر پر حیدر کتبہ اور لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

پھر اس فتویٰ کو لکھ مولانا بنالوی رحمۃ اللہ علیہ نے پورے چھ ماہ میں پورے ہندوستان میں گھوم کر اس کے مندرجہ بالا عقائد و دعوائی کے خلاف اسلام کی طرف سے متفقہ فتویٰ کی حیثیت سے اس کو اپنے میں شائع فرمایا۔ جیسے کہ اس فتویٰ کی اشاعت ہوئی پھر تو مرزا ایت کے

ایمانوں میں گویا زلزلہ برپا ہو گیا اور قادیانیت پر سوگ کی کیفیت طاری ہو گئی۔ جس کا اندازہ مرزا اقبال یاقی کے ان الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے جو اس نے اس کے بعد کہے تھے اور پھر مرزا اقبال یاقی کے الفاظ سے یہ حقیقت بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ مرزا اعظم احمد قادیانی اور مرزا امیت و قادیانیت کو بے پہلے کا قمر قراردینے والے الہ محمد ربی تھے چنانچہ آئیے مرزا اقبال یاقی کے اپنے الفاظ میں پڑھیے: مرزا اقبال یاقی لکھتا ہے۔

اور ای بٹام پر اس عاجز کا نام بھی کا قمر ظہر ندیق اور دجال رکھا گیا ہے بلکہ دنیا کے تمام کافروں اور دجالوں سے بدتر قرار دیا گیا ہے اس وقت انداز ہی کے اصل یاقی میانی ایک شیخ صاحب محمد حسین نام ہیں جو مثلاً ضلع گورداسپور میں رہتے ہیں، اور جیسے اس زمانہ کے اکثر ملاں بکھیر میں مستحیل ہیں اور قبل اس کے جو کسی قول کے تہہ تک پہنچیں اس کے قائل کو کا قمر ظہر اور تے ہیں یہ علامت شیخ صاحب موصوف میں اصول کی نسبت بہت کچھ بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور اب تک جو ہم پر غارت ہوا ہے وہ یہی ہے کہ شیخ صاحب کی عظمت کو تدبیر اور غور اور حسن ظن کا حصہ قسام ازل سے بہت ہی کم ملا ہے اسی وجہ سے پہلے سب سے استغناء کا کا قمر ہاتھ میں لیکر ہر طرف بھی صاحب دوڑے چنانچہ سب سے پہلے کا قمر اور مرزا ظہر الے میں میاں ندیر حسین دہلوی نے قلم اٹھائی اور بنالوی صاحب کے استغناء کو اپنی کفر کی شہادت سے مزین کیا..... غرض یاقی استغناء بظاہری (مخالفت و عداوت کی وجہ سے مرزا مولانا محمد حسین کو بنالوی کی بجائے بظاہری کہتا اور لکھتا تھا) صاحب اور اول الکفرین میاں ندیر حسین صاحب ہیں اور یاقی سب ان کے پیرو ہیں جو اکثر بنالوی صاحب کی دلجوئی اور دہلوی صاحب کے حق استادی کی رعایت سے ان کے قدم پر قدم رکھتے گئے (تذکرہ علماء اسلام ص ۳۹)

اور ایک دوسری جگہ مذکورہ کتاب کے صفحہ ۱۱۵ پر میاں سید ندیر حسین دہلوی اور مولانا محمد حسین بنالوی رحمۃ اللہ علیہ کو آئمۃ التکفیر قرار دیتا ہے۔

اس طویل اقتباس سے یہ بات مدور روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ مرزا اقبال یاقی کو بے پہلے کا قمر قراردینے اور دہلوی نے والے الہ محمد ربی تھے اور پھر مولانا بنالوی رحمۃ اللہ تے مرزا اقبال یاقی کے کفر اور دجال و فریب کو اپنے رسالہ الشک والہ کے ذریعے بھی طشت آریام کیا حتیٰ کہ مرزا اقبال یاقی کو خدا انوں میں

گھسٹ کر ذلیل و رسوا کرنے والی ہستی بھی الہدیت کے سرخیل مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے۔

شیر پنجاب فاتح قادیان شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

رد قادیانیت کے سلسلہ میں جب بھی کوئی مصنف، خطیب، مبلغ اور مورخ تذکرہ کریگا تو اس وقت تک تحریک تحفظ ختم نبوت کی تاریخ مکمل نہیں ہوگی جب تک وہ رد قادیانیت اور مرزائیت میں الہدیت کی خدمات جلیلہ کو بیان نہیں کریگا کیونکہ رد مرزائیت میں الہدیت کی مساعی اظہر من الشمس ہے مگر بعض لوگوں نے تاریخ سے اس قدر بددیانتی کر کے اپنے تعصب کا اظہار کیا ہے یا تو الہدیت کی جدوجہد کا ذکر تک نہیں کیا جاتا اور اگر کہیں ناچار ذکر کرنا بھی پڑے تو سرسری سا اور بڑے بودے انداز میں اس کو بیان کریں گے مگر سرخیل الہدیت شیر پنجاب مولانا ثناء اللہ امرتسری کی شخصیت اس میدان میں اس قدر قد آور ہے کہ بڑے سے بڑا متعصب بھی ان کا ذکر کئے بغیر آگے نہیں گزر سکتا اور برصغیر میں صرف مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی واحد ذات ایسی تھی جن کو مرزائیت کا ناطقہ بند کرنے کی وجہ سے شیر پنجاب اور فاتح قادیان جیسے عظیم القاب سے مسلمانوں کی طرف سے متفقہ طور پر حق دار سمجھا گیا چنانچہ مولانا اللہ و سایا صاحب خفی دیربندی فرماتے ہیں: آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی آنجمانی سے مناظرے، مباحثے اور مقابلے کئے اس لئے آپ کو شیر پنجاب کہا جاتا ہے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی نے آخری عمر میں اعلان کیا تھا کہ میں اگر سچا ہوں تو میری زندگی میں مولوی ثناء اللہ کسی وبائی مرض میں مبتلا ہو کر مر جائیں گے اور اگر وہ سچے ہیں تو میں ان کی زندگی میں مر جاؤں گا۔ الحمد للہ حضرت مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں مرزا قادیانی ہیضہ جو ایک وبائی مرض ہے اس کا شکار ہو کر آنجمانی ہو گیا اس لئے آپ کو فاتح قادیان کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ۱۱۹)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں قادیانی آپ کا نام سن کر لرزہ بر اندام ہو جایا کرتے تھے بارہا ایسا ہوا کہ کسی مناظرہ کی تحریک ہوئی لیکن صرف یہ سن کر کہ اس مناظرہ میں مولانا امرتسری پیش ہونگے قادیانیوں نے دست کشی اختیار کر لی۔ (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ۱۲۰)

اسی طرح ایک اور خفی عالم مولانا ابوالحسن علی ندوی مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی رد قادیانیت

میں خدمات جلیلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب نے جب 1891 میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا پھر 1901 میں نبوت کا دعویٰ کیا تو علمائے اسلام نے ان کی تردید و مخالفت شروع کی۔ تردید و مخالفت کرنے والوں میں مشہور عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری مدیر الحمدیث پیش پیش اور نمایاں تھے۔ (قادیانیت مطالعہ و جائزہ ص ۲۸)

یہ اس گروہ باصفا کے دو ممتاز علماء کی شہادت ہے جو الحمدیث سے قادیانی کی مخالفت کا اعزاز چھین لینے کی فکر میں رہتے ہیں۔ آج بھی باوجود ان حالات کے کہ جب الحمدیث اپنی گروہی سیاست کا شکار ہو چکے ہیں اور لیڈر شپ فقط اپنے اپنے مناصب کے تحفظ اور اپنی ذات کو نمایاں کرنے میں مصروفیت کی بنا پر من جث الجماعت سستی و غفلت کی وجہ سے اپنی اصل ذمہ داریوں کو فراموش کر چکی ہے۔ رد قادیانیت میں اگر سب سے زیادہ لٹریچر اور تحریری مواد موجود ہے تو وہ الحمدیث مصنفین کا ہے اور ان میں بھی سب سے زیادہ تعداد میں کتب و رسائل اگر کسی شخصیت کے ہیں تو وہ ابوالوفاء مولانا امرتسری کی ذات گرامی ہے مولانا نے چھوٹی بڑی بیسیوں کتابیں رد قادیانیت میں تصنیف فرمائیں جن میں سے چند معروف کتب یہ ہیں:

- ۱۔ الھامات مرزا۔ ۲۔ ہفوات مرزا۔ ۳۔ صحیفہ محبوبیہ۔ ۴۔ فاتح قادیاں۔ ۵۔ آفتہ اللہ۔ ۶۔ فتح ربانی در مباحثہ قادیانی۔ ۷۔ عقائد مرزا۔ ۸۔ چیستان مرزا۔ ۹۔ مرقع قادیانی۔ ۱۰۔ راز قادیاں۔ ۱۱۔ فتح نکاح مرزائیاں۔ ۱۲۔ تاریخ مرزا۔ ۱۳۔ نکاح مرزا۔ ۱۴۔ شاہ انگلستان اور مرزائے قادیاں۔ ۱۵۔ عجائبات مرزا۔ ۱۶۔ نکات مرزا۔ ۱۷۔ قادیانی مباحثہ دکن۔ ۱۸۔ شہادات مرزا۔ ۱۹۔ ہندوستان کے دو ریفارمر۔ ۲۰۔ محمد قادیانی۔ ۲۱۔ مراق مرزا۔ ۲۲۔ تعلیمات مرزا۔ ۲۳۔ فیصلہ مرزا۔ ۲۴۔ تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار۔ ۲۵۔ علم کلام مرزا۔ ۲۶۔ بہاء اللہ اور مرزا۔ ۲۷۔ عشرہ کاملہ۔ ۲۸۔ اباطیل مرزا۔ ۲۹۔ تحفہ احمدیہ۔ ۳۰۔ مکالمہ احمدیہ۔ ۳۱۔ بطش قدیر بر قادیانی تفسیر کبیر۔ ۳۲۔ لیکھ رام اور مرزا۔ ۳۳۔ ناقابل مصنف مرزا۔ ۳۴۔ تحفہ مرزائی۔ ۳۵۔ محمود مصلح موعود۔ ۳۶۔ رسائل اعجازیہ

ان کے علاوہ بھی مولانا ابوالوفاء رحمۃ اللہ علیہ کی کئی تصانیف قادیانیت کے رد میں ہیں اور مرزائیت سے مناظرے و مباحثے سینکڑوں کی تعداد میں مرزائیوں سے ہوئے اور ہزاروں کی تعداد میں



مرزا ایت کے خلاف تقاریر لکھیں اور مقالات لکھے حتیٰ کہ قادیانیت کی تردید کیلئے صحت روزہ الحجہ ۱۲۸۵ھ میں لکھا گیا تھا جس کی چند کاپیاں مکتبہ جامعہ سلفیہ قیصل آباد میں موجود ہیں۔

ایک دفعہ ۱۹۰۳ء میں آپ مرزا قادیانی کے گھر قادیان میں چلے گئے کیونکہ مرزا قادیانی نے یہ اعلان کر رکھا تھا کہ مولانا شاہ اسماعیل ترمذی قادیانی ہیں آگے سب کو مولانا شاہ اسماعیل کو اللہ تعالیٰ نے شہر کا حوالہ دیا ہے کہ جگر عطا فرمایا تھا انھوں نے خوف و خطر قادیان میں چلے گئے اور مرزا کو لنگر انگریزوں نے جی بٹا گھر میں ہی دیکھا اور اسے مولانا اسماعیل ترمذی کے مقابلہ میں آنے کی حیرات ہوئی قافلہ الہدایہ اسی طرح وہ قافلہ الحجہ ۱۲۸۵ھ کے حوالہ میں مولانا اسماعیل ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے جنہوں نے ۱۹۱۲ء میں لکھیات میں مرزا اسماعیل کو ایک مناظرہ میں شکست فاش دیکر ۳۰۰ روپیہ انعام کا جیتا تھا۔

ای غرض ۱۳۰۹ھ میں مرزا اسماعیل سے رام پور میں ایک تہہ بہت مناظرہ ہوا جس میں یہ دوستانہ بھر سے ایک سو چالیس کے علماء موجود تھے مگر مرزا ایت سے مناظرہ کیلئے جس شخص کا انتخاب ہوا وہ مسلک الحجہ ۱۲۸۵ھ کے ترجمان مولانا شاہ اسماعیل ترمذی تھے۔ رحمۃ اللہ رقتہ والہ ورحمۃ الرحمن سائر المؤمنین۔ مولانا شاہ اسماعیل ترمذی قادیانیت میں خدشات کا تذکرہ کرتے ہوئے شورش کا شیرازی نے لکھا ہے جن الحجہ ۱۲۸۵ھ کے علماء نے مرزا اصحاب اور ان کے بعد قادیانی امت کو زیر کیا ان میں مولانا بشیر سہروردی، قاضی محمد سلیمان، مصدق پوری اور مولانا محمد امیر الیم یا الکوٹی سرفہرست تھے لیکن جس شخصیت کو علماء الحجہ ۱۲۸۵ھ کے قادیان کا لقب ملا وہ مولانا شاہ اسماعیل ترمذی تھے انہوں نے مرزا اصحاب اور ان کی جماعت کو لوہے کے چے چبوا دیا اپنی زندگی ان کے تعاقب میں گزار دی۔ ان کی یہ ملت قادیانی جماعت کا پھیلاؤ رک گیا۔ (تحریک ختم نبوت ص ۷۷)

رو قادیانیت میں مولانا اسماعیل ترمذی کی خدمات واقعی بہت زیادہ اور بہت نمایاں ہیں۔ جن کا احاطہ کرنا اس مضمون میں ممکن ہی نہیں اس لئے تمام بہتر لوگوں کا اختصار کے ساتھ بطور اعتراف یہ تذکرہ کر دیا جوں کہ شاید کوئی صاحب قلم اس طرف توجہ فرمائیں اور اس موضوع پر بیاختصار لکھیں۔

گذشتہ سطور میں یہ تحریر کیا جا چکا ہے کہ مرزا اور اس کی جماعت کو سب سے پہلے کا فر قرار دینے والے اہلحدیث تھے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ اور مرزا قادیانی کو منطقی انجام تک پہنچانے کا سبب بھی اللہ تعالیٰ نے اہلحدیث کو بنایا جس کا ذکر کئے بغیر مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا تذکرہ ادھورا ہے اور 1974 میں جب مرزائیت کو قانونی و دستوری طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا تو اس وقت مرزا ناصر سے اٹارنی جنرل نے جو آخری سوال کیا اور جس کا مرزا ناصر جواب نہ دے سکا تھا بعد ازاں ان کو کا فر قرار دے دیا گیا وہ بھی اہلحدیث کا ہی تیار کردہ تھا۔ جس کا تذکرہ ان شاء اللہ آئندہ سطور میں ہوگا۔ اب اس وقت مرزا قادیانی کے انجام کے متعلق بتانا چاہتا ہوں مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے جب مرزا اور مرزائیت کا ناطقہ بند کر دیا تو تک آ کر مرزا قادیانی نے مولانا امرتسری سے مباہلہ کیا جس کے نتیجہ میں وہ ذلت کی موت مر گیا اور مولانا اس کی موت کے 40 سال بعد تک زندہ رہے۔

آخری فیصلہ:

مرزا قادیانی کے ساتھ مولانا کا یہ مباہلہ تاریخ میں آخری فیصلہ کے نام سے معروف و مشہور ہوا اور مرزا قادیانی کے اس خط کو تقریباً ہر اس مورخ نے مفصل یا مختصر نقل کیا ہے جس نے بھی مولانا امرتسری کا تذکرہ کیا ہے مگر میں اس وقت تفسیر ثنائی سے مرزا کا وہ خط مکمل نقل کرنا چاہتا ہوں لیجئے ملاحظہ فرمائیے:

بسم الله الرحمن الرحيم- تحمده ونصلي على رسوله الكريم يستنبثونك احق هو قل اي وديي انه لحق- بخدمت مولوي ثناء الله صاحب، السلام على من اتبع الهدى- مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تقسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے۔ اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق پھیلانے کیلئے مامور ہوں اور آپ بہت سی افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف

آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی سخت لفظ نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مقصد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے دشمنوں کی زندگی میں ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے۔

تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشین گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ: اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کی حالت سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرتا میرا کام ہے تو اے میرے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر دے اور میری موت سے انکو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں مجھ پر جو لگاتا ہے حق پر نہیں ہے تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر دے مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون، ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے رو برو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منہی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا تاہم اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی

بدر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانوں میں آیت لاتقف مالیس لك به علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعے سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بیچنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں پناہتی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو جیسا کہ میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ لیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم: عبدالصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود، عافاہ اللہ وابدہ (مرتبہ 18 اپریل 1907ء) (بحوالہ تیسرے شمارے: ۸۱۸)

یہ طویل ترین خط بار بار پڑھیں اور اندازہ لگائیں کہ مرزا قادیانی مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ سے

کس قدر جنگ ہے کہ اتنی عاجزی و انکساری سے دعا کر رہا ہے۔ اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں کہ جس طرح ملت قادیانیہ کے کفر کا فتویٰ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے الہجیٹ کے ہاتھوں جاری کر دیا اسی طرح مرزا قادیانی کی موت کا سبب بھی اللہ تعالیٰ نے الہجیٹ کے ہی گل سرسبد مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو بنادیا کیونکہ اس دعا کے ایک سال اور چند دن بعد مرزا قادیانی مورخہ 26 مئی 1908ء کو ہیضہ کی بیماری سے لاہور میں مر گیا اور مولانا امرتسری صاحب مرزا کی موت کے چالیس سال بعد تک زندہ رہے اور 15 مارچ 1948ء کو سرگودھا میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہم اغفر له وارحمہ وعافہ واعف عنہ۔

حضرت مولانا محمد بشیر سہوانی رحمۃ اللہ علیہ

یوں تو قادیانیت کے خلاف ہر ہر الہدیت نے ہر دور میں اپنا اپنا کردار ادا کیا مگر بعض علمائے کرام نے توفیق قادیانی کی تردید اپنی زندگی کا مقصد بنالیا تھا ان میں سے ایک جماعت الہدیت کے ممتاز عالم دین مولانا محمد بشیر سہوانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے ان کے علم و فضل کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے دہلی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا تو مسلسل تین ماہ تک روزانہ بعد نماز فجر نماز میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی فرضیت پر درس ارشاد فرماتے رہے جو بعد میں برہان العجائب فی فرضیت الحدیث کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوئے۔ جب علمائے الہدیت نے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ صادر کیا تو مرزا تمللا اٹھا اور اسی بدحواسی میں دہلی کا رخ کیا اور میاں سید نذیر حسین دہلوی کو مناظرے کا چیلنج دے دیا آگے شورش کاشمیری کے الفاظ میں پڑھیے:

میاں صاحب سو برس سے اوپر ہو چکے اور انتہائی کمزور تھے آپ نے مرزا صاحب کے چیلنج کو اپنے تلامذہ کے سپرد کیا مرزا صاحب اپنی عادت کے مطابق فرار ہو گئے جن الہدیت علماء نے مرزا صاحب اور ان کے بعد قادیانی امت کو زیر کیا ان میں مولانا بشیر سہوانی، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی سرفہرست تھے۔ (تحریک ختم نبوت: ۴۰) مرزا کے اس چیلنج کے مقابلہ میں مولانا سہوانی میدان مناظرہ میں اترے اور مرزا قادیانی کو ایسی عبرتناک شکست دی کہ وہ ذلیل ہو کر دوران مناظرہ ہی دہلی سے فرار ہو گیا۔

اس مناظرہ کا حال خود مولانا کی زبانی سنئے فرماتے ہیں ”چھ روز تک سلسلہ مباحثہ جاری رہا چھ روز کے تین پرچے میرے ہو چکے تھے۔ اور تین پرچے مرزا صاحب کے پہلی ہی بحث کو نامتام چھوڑ کر مباحثہ قطع کیا اس وقت ایک مضمون جو پہلے سے بنظر احتیاط لکھ رکھا تھا اور وہ متضمن تھا اس امر پر کہ مرزا صاحب کی جانب سے نقض عہد و مخالفت شرط ہوئی۔ مرزا صاحب کی موجودگی میں سب حاضرین جلسہ کو سنا دیا گیا حاضرین جلسہ مرزا صاحب کو التزام دیتے تھے مگر مرزا صاحب نے ایک نہ سنی اسی روز تہیہ سفر کر کے شب کو دہلی سے تشریف لے گئے مرزا صاحب کے یہ افعال اول دلیل ہیں کہ ان کے پاس اصل مسئلہ

یعنی ان کے مسیح موعود ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔۔۔ مرزا قادیانی کے فرار کے بعد مولانا سہوانی مزید دو روز تک دہلی میں مقیم رہے اور پھر واپس بھوپال تشریف لے گئے۔ اس مناظرہ کی روئیداد الحق الصریح فی اثبات حیاۃ المسیح کے نام سے مولانا نے مرتب کر کے شائع کی۔ (قادیانیت اپنے آئینے میں: ۲۶۵)

امام العصر حضرت مولانا محمد ابراہیم میرسیا لکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا میرسیا لکوٹی کا نام بھی رد قادیانیت میں نمایاں ہے مولانا نے مرزائیوں سے بیسیوں مناظرے و مباحثے کئے اور مولانا امرتسری کے دست باز بھی بنے رہے اس وقت اختصار کی وجہ سے صرف ان کی رد قادیانیت میں تصنیف کی جانے والی کتب کے تذکرہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ (۱) شہادۃ القرآن جو دو حصوں پر مشتمل ہے جس میں حیاۃ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بحث کی گئی ہے اور مرزائیوں کے دلائل و اعتراضات کا رد کیا گیا ہے اس کتاب کی افادیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ یہ کتاب احناف نے بھی شائع کی بلکہ اس کو اپنے بعض مدارس میں شامل نصاب کیا۔

(۲) مسلم الوصول الی اسرار اسراء الرسول ﷺ (۳) نزول الملائکۃ والروح الی الارض (۴) آئینہ قادیانیت (۵) الخبر الصحیح عن قبر المسیح (۶) مرقع قادیانی (۷) فیصلہ ربانی برمرگ قادیانی (۸) رحلت قادیانی بمرگ ناگہانی (۹) رسائل ثلاثہ (۱۰) صدائے حق (۱۱) تردید مغالطات مرزائیه (۱۲) فص خاتم نبوت (۱۳) کھلی چٹھی نمبر ۱، نمبر ۲ (۱۴) ختم نبوت (۱۵)

قادیانی مذہب مع ضمیمہ خلاصہ مسائل قادیانیہ (۱۶) ختم نبوت اور مرزا قادیان۔ اس کے علاوہ اپنے خطبات اور جماعتی اخبار و رسائل میں مضامین کی صورت میں مرزائیت کی تردید کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی ہر جگہ مرزائیت کا ناطقہ بند کئے رکھا۔

مولانا اللہ وسایا حنفی لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے خلاف جن علماء حق نے مرزا قادیانی کے زمانہ میں ہی معرکہ حق و باطل کا بازار گرم کئے رکھا ان میں ایک عالم دین مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی تھے جو اسی ضلع کے ہیڈ کوارٹر کے باسی تھے۔ پروفیسر ساجد میر معروف المحدث رہنما کے مورث اعلیٰ تھے انہوں نے

مرزا قادیانی کے خلاف شہرہ آفاق کتاب شہادۃ القرآن فی حیات و نزول عیسیٰ تحریر کی جسے عالمی مجلس تحفظ نبوت کے مرکزی دفتر ملتان نے بارہا شائع کیا ہے مرزا ایت کے اثر و رسوخ کو سیالکوٹ میں بڑھتا دیکھ کر یہ بھی مرزا ایت کے خلاف برسر پیکار رہے۔ (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء تا ۲۰۰۶ء)

مولانا عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا غزنوی بھی رو قادیانیت میں پیش پیش تھے حتیٰ کہ اپنے خطبات کے علاوہ اشتہارات کے ذریعے مرزا ایت کے تار پود بکھیرتے رہے یہاں تک کہ تنگ آ کر مرزا قادیانی نے ان سے مباہلہ کیا یہ مباہلہ 10 ذی قعدہ 1310 ہجری بمطابق جون 1893 کو عید گاہ امرتسر میں ہوا۔ اسکے نتیجے میں مرزا قادیانی کی پیشین گوئی جو اس نے محمدی بیگم کے خاوند کی موت اور ڈپٹی عبداللہ آتھم کی موت کے متعلق کی تھی مگر وہ مرزا کی مقرر کردہ تاریخوں پر نہ مرے اور مرزا کو ذلیل و رسوا ہونا پڑا حتیٰ کہ مرزا قادیانی مولانا عبدالحق غزنوی الہمدیث کی زندگی میں ہی لاہور میں ذلت کی موت مرا اور اس کی لاش پر لوگوں نے اینٹ، پتھر برسائے حتیٰ کہ گندگی اور پاخانے تک پھینکے گئے۔

شورش کاشمیری کا فیصلہ:

جیسا کہ میں گذشتہ سطور میں تحریر کر چکا ہوں کہ ہر ہر الہمدیث مرزا ایت کے خلاف کمر بستہ تھا مرزا ایت کے خلاف اٹھنے والی دونوں تحریکیں 1953-1974 میں الہمدیث کا کردار نمایاں رہا۔ مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری، حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ، حافظ محمد گوندلوی، مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری، قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی، مولانا محمد عبداللہ دیو دالوی، مولانا محمد صدیق صاحب سرگودھا، علامہ احسان الہی ظہیر، مولانا ابراہیم صاحب حافظ آبادی، میاں فضل حق صاحب، مولانا محمد یحییٰ صاحب حافظ آبادی، مولانا عبدالحمید صاحب شیخوپورہ، قاضی محمد اسلم سیف صاحب فیروز پوری، حافظ احمد اللہ بڈھیالوی اور بے شمار علمائے الہمدیث نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور پولیس و انتظامیہ کی غنڈہ گردی کا شکار ہوئے۔ مگر امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت پر ذرہ برابر آنچ نہ آنے دی۔ بلکہ تحریک ختم نبوت میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ الہمدیث کی رو قادیانیت میں

خدمات کا اعتراف شورش کاشمیری مرحوم نے یوں کیا ہے۔ مولانا امرتسری کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں ان کے علاوہ مولانا عبداللہ معمار، مولانا محمد شریف گھڑیالوی، مولانا عبدالرحیم لکھووالے، مولانا حافظ عبداللہ روپڑی، مولانا حافظ محمد گوندلوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا عبدالقادر روپڑی اور حافظ مولانا محمد ابراہیم کیرپوری، (رحمة الله عليهم اجمعين) وغیرہ نے قادیانی امت کو ہر دینی محاذ پر خوار کیا اس سلسلہ میں غزنوی خاندان نے عظیم خدمات سرانجام دیں۔ مولانا داؤد غزنوی جو جماعت الہدیت کے امیر اور مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری رہے۔ انہوں نے اس محاذ پر بے نظیر کام کیا۔ فی الجملہ تحریک ختم نبوت کے اس آخری دور تک جب مرزائی مسلمانوں سے الگ کئے گئے اور آئینی اقلیت قرار پا گئے۔ علمائے الہدیت قادیانیت کے تعاقب میں پیش پیش رہے۔ اس عنوان سے اتحاد دین المسلمین میں قابل قدر حصہ لیا (تحریک ختم نبوت: ۴۱)

مناظر اسلام حافظ محمد ابراہیم کیرپوری رحمۃ اللہ علیہ

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ماضی قریب کے ممتاز علماء الہدیت میں سے ایک ہیں بڑے صاحب علم و فضل اور تحقیقی میدان میں ید طولی رکھتے ہیں۔ خصوصاً مرزائیت پر تو آپ کو خصوصی دسترس حاصل تھی جس کا اندازہ اس ایک ہی واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب مرزائیت کے کفری تحریک حکومت کے ایوانوں تک جانچنی اور قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو کافر قرار دینے کی قرارداد پیش ہوئی تو مرزائی عقائد اور اعمال پر بحث کیلئے اراکین اسمبلی کو علمائے کرام کا تعاون درپیش تھا ایک رکن اسمبلی خواجہ محمد سلیمان تونسوی نے خواجہ قمر الدین سیالوی سے عرض کیا کہ ہماری راہنمائی کیلئے کسی ایسے صاحب علم شخص کا انتظام کر دیجئے۔ جو مرزائیت پر مکمل عبور رکھتا ہو۔ تو خواجہ قمر الدین سیالوی کی نظر انتخاب اس وقت الہدیت کے اس قابل فخر فرزند حافظ محمد ابراہیم کیرپوری پر پڑی۔ حافظ صاحب نے اگرچہ مرزائیوں سے بہت سے مناظرے و مباحثے کئے کئی کتابیں تحریر کیں اور تقریر و تحریر کے ذریعے مرزائیت کا جینا حرام کئے رکھا میں اس ساری بحث کو چھوڑ کر صرف ایک ہی بات کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جس کا میں نے ابتدا میں دعویٰ کیا تھا اور دوران مضمون وعدہ کہ مرزا قادیانی پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ الہدیت نے لگایا مرزا قادیانی سے مباہلہ

کر کے اس کو منطقی انجام تک الہدیت نے پہنچایا یہ دونوں باتیں گزشتہ سطور میں گزر چکی ہیں اور تیسری بات کہ مرزائیت کو کفر اور مرزائیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں بھی جو آخری ضرب لگائی وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے الہدیت کے ہاتھوں لگی۔ رد قادیانیت میں تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں کی خدمات کا اپنا اپنا حصہ ہے دوسرے لوگوں کی طرح ہم اپنے سوا دوسروں کی خدمات کی نفی نہیں کرتے مگر اس مضمون میں چونکہ صرف علمائے الہدیت کی خدمات کا تذکرہ تھا اس لئے تحریر کو اس تک ہی محدود رکھا گیا ہے۔ اور پھر یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ رد قادیانیت میں جو امتیاز اللہ تعالیٰ نے الہدیت کو عطا فرمایا ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں ملا۔

آمد بر سر مطلب:

اب آئیے اس تیسری بات کی طرف جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

مرزائیت کو کافر قرار دینے کی قرارداد جب اسمبلی میں بحث و جرح کیلئے منظور ہوئی تو ظاہر ہے طریقہ کار کے مطابق اس کارروائی میں صرف وہی افراد حصہ لے سکتے تھے جو اس وقت اسمبلی کے رکن تھے ہمارے بعض کرم فرما لوگوں کو یہ بتا کر کہ ہمارے فلاں صاحب نے قرارداد پر دستخط کئے یہ باور کروانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ صرف ہمارا ہی کام تھا کسی دوسرے کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے جبکہ حقیقت یہ نہیں ہے۔

ان اراکین اسمبلی نے اپنے اپنے حلقہ اثر کے علماء کا تعاون حاصل کیا تو حافظ محمد ابراہیم کمپر پوری کا انتخاب اراکین اسمبلی کی معاونت کیلئے بریلوی مکتبہ فکر کے بزرگ خواجہ قمر الدین سیالوی نے کیا۔ حافظ صاحب موصوف نے مرزا ناصر قادیانی پر جرح کیلئے ایک سوال نامہ تشکیل دیا جو کہ خواجہ محمد سلیمان تونسوی رکن نیشنل اسمبلی پاکستان کے حوالہ سے اٹارنی جنرل نے دوران جرح مرزا ناصر احمد سے کرنے تھے چنانچہ یہ سوالات ہوتے رہے (ان سوالات کی کچھ تفصیل فسانہ قادیاں کے شروع میں مرقوم ہے) آخری سوال جو اٹارنی جنرل نے مرزا ناصر احمد سے کیا اور اس سوال سے وہ اس قدر لاجواب اور ذلیل و رسوا ہوا کہ اس نے مزید سوالات کا جواب دینے سے ہی انکار کر دیا اور یوں مرزائیت پاکستان کے دستور و آئین کے مطابق کافر قرار پا کر اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئی۔ یہ آخری سوال بھی الہدیت کے فرزند

حافظ محمد ابراہیم کبیر پوری کا ہی تیار کردہ تھا کہ آپ لوگ مرزائی نبوت کو غلطی بردوزی اور لغوی وغیرہ کہہ کر اس کی شدت اور سنگینی کو کم کرنا چاہتے ہیں۔ جبکہ وہ خود اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے ہم پلہ بلکہ ان سے اونچی شان کا حامل قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ ان کا ایک مرید ان کی زندگی اور ان کی موجودگی میں ان کی مدح اور توصیف ان الفاظ میں کرتا ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(بحوالہ: اخبار بدر 22 اکتوبر 1902)

مرزا جی نے اس گستاخ کو نہ ڈانٹا نہ جھڑکا بلکہ زبان مبارک سے جزاک اللہ کہا اور فریم شدہ قصیدہ گھر لے گئے یہ تھا وہ آخری سوال جو فخر الہدیٰ حافظ محمد ابراہیم کبیر پوری کا تیار کردہ اٹارنی جنرل نے مرزا ناصر احمد سے کیا تو نہ صرف مرزا ناصر اس کا جواب نہ دے سکا بلکہ بھری محفل میں اپنی ایک غیر اخلاقی حرکت کی وجہ سے اٹارنی جنرل سے جھڑکیاں کھا کے ذلیل و رسوا بھی ہوا۔ (بحوالہ پانفسانہ: ۷۳)

اور حافظ صاحب کے اس تعاون پر خواجہ محمد سلیمان تونسوی رکن اسمبلی نے کہا تھا کہ اگر حافظ محمد ابراہیم صاحب ہماری راہنمائی نہ کرتے تو شاید ہم اتنی وضاحت سے اپنے موقف کو پیش نہ کر سکتے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں

الہدیٰ کی یہ جدوجہد کہ جس کا آغاز مولانا محمد حسین بٹالوی کے استفتاء اور میاں نذیر حسین دہلوی کے فتوے سے ہوتا ہے جب حافظ ابراہیم صاحب کے اس سوال تک پہنچتی ہے تو پاکستان کی تاریخ کے یادگار دن 7 ستمبر 1974 کو پاکستان نیشنل اسمبلی کے اراکین متفقہ طور پر مرزائیوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور یوں مرزائی قیامت تک پاکستان کے دستور، قانون اور آئین کے مطابق غیر مسلم اقلیت ہی سمجھے جائیں گے۔

اس لئے تو میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلے فتویٰ کفر طلب کرنے والے مولانا محمد حسین صاحب بنالوی الحمدیث اور قادیانی ذریت پر پہلا فتویٰ کفر جاری کرنے والے شیخ انکس مولانا سید نذیر حسین دہلوی الحمدیث تھے۔ اور مرزا قادیانی سے مباہلہ کر کے اس کو منطقی انجام تک پہنچانے والے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری الحمدیث تھے۔ مرزائیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی سب سے پہلے آواز اٹھانے والے علامہ محمد حنیف ندوی بھی الحمدیث تھے اور مرزائیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے والے حافظ محمد ابراہیم کیرپوری بھی الحمدیث ہی تھے

رحمہم اللہ تعالیٰ۔ الحمد للہ علی ذالک

بنا کردند خوش رے بخاک و خون غلطیدین

خدائے پاک رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را

اور اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مرزائیت کی تردید اور اس کی جارحیت اور ردِ جل و فریب کے آگے بند باندھنے کیلئے الحمدیث کی مساعی و کوشش سب سے نمایاں ہے اور ان شاء اللہ العزیز الحمدیث قیامت کی صبح تک عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ سے ایک لمحہ کیلئے بھی غافل نہ ہوں گے۔

ہاتھ توڑیں گے یا کھولیں گے نقاب

سلطان عشق کی یہی فتح و شکست ہے

☆☆☆ مراجع و مصادر ☆☆☆

تفسیر ثنائی	مولانا محمد امجدی امرتسری	مدنی شریف
مکتبہ و شریف	محمدیہ پاکستان بک مولانا محمد امجدی	تحریک فتم نبوت
فلسفہ قادیان	حافظ ابراہیم کیرپوری	سوانح حیات مولانا ابراہیم بھریا لکھنؤ
قادیانیت اپنے آئینے میں	مولانا مدنی الرحمن مبارکپوری	مولانا محمد اعلیٰ بھٹی صاحب
تحریک الحمدیث	قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری	مولانا محمد امجدی خادم سہجدوی
علامہ اسحاق اعظمی عمید، ایک مجدد ایک تحریک	قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری	مرزا غلام احمد قادیانی
مولانا محمد عبداللہ ویرا لوی، حیات و خدمات	مولانا مسعود احمد پٹنوی	ڈاکٹر محمد عطاء اللہ دین
مرزائیت کے زاویوں سے	مولانا محمد حنیف ندوی	مولانا عبداللہ دسایا
حنیثیت اور مرزائیت	مولانا محمد انصاف مرثی	مولانا عبداللہ دسایا
قادیانیت معاہدہ جائزہ	مولانا مسعود الحسن علی ندوی	مولانا عبداللہ دسایا
اصول کرنی	علامہ کرنی	مولانا محمد عاشق اعظمی مرثی
تزیین القلوب	مرزا غلام احمد قادیانی	مرزا غلام احمد قادیانی